رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۵۶۴
قائم کردہ اجرا کردہ عالیجناب حضرت عظیم البرکت امیر الملت زبدۃ الحکماء والاولیاء پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری
قدس سرہ العزیز نور اللہ مرقدہٗ
زیر سرپرستی
عالیجناب فضیلت مآب مولانا الحاج صدر الافاضل اعلیحضرت سراج الملت حضرت صاحبزادہ سید محمد حسین صاحب سجادہ نشین علی پوری
انجمن خدام الصوفیہ کا واحد رسالہ
ماہنامہ
انوار الصوفیہ
سیالکوٹ
جلد ۵۰ شمارہ ۳
بابت
ماہ مارچ ۱۹۵۷ء
ششماہی چندہ
۳ روپے
سالانہ چندہ
۵ روپے
ادارہ
(۱) جناب صاحبزادہ حاجی انور حسین شاہ صاحب
(۲) جناب حاجی ڈاکٹر محمد اللہ دتہ صاحب
(۳) جناب مولوی غلام رسول صاحب
مینیجر
حاجی مہر
عبدالحق صاحب
اللہ اکبر

اغراض ومقاصد:۔ اتحاد سلاسل صوفیائے کرام، اشاعت علم تصوف دارکان دین، اشاعت سوانح وملفوظات اولیاء کرام

فہرست مضامین

اعلان:۔ جن اصحاب ذی الاحترام کو امسال بفضل رب تعالےٰ جل شانہٗ زیارت حرمین الشریفین زاد اللہ شرفہا وحج کے لئے تشریف لے جانے کی سعادت نصیب ہو۔ وہ اپنے پیر بھائی سید جعفر شاہ صاحب نقشبندی جماعتی ملکی کو اپنا معلم برائے حج مقرر کرکے دوگنی سعادت حاصل کریں۔ (مینجر رسالہ)

نعت شریف

زہے عزت تابعین محمد
بنے پیشوایانِ دینِ محمد

شہنشاہ ہیں زمین و زماں کے
وہ کونین زیرِ نگینِ محمد

نہ بخشا لیا اپنی امت کو جب تک
نہ سجدے سے اٹھی جبینِ محمد

عرب پر ہی احسان ان کے نہیں ہیں
خدائی ہے ساری رہینِ محمد

زمانہ ہوا نورِ وحدت سے روشن
زہے نورِ مہرِ مبینِ محمد

شہنشاہ مسند نشیں بن گئے ہیں
غلامانِ صحرا نشینِ محمد

منور ازو دیدہ ام دیدۂ دل
زہے دیدۂ سرمگینِ محمد

اگر شمس چاہو تم انوارِ ایماں
کرو دل میں پیدا یقینِ محمد

دیگر

کس کو نبیوں میں کہتے ہیں شمس الضحیٰ
کس کی قرآں میں ہو رہی ہے ثناء
کس کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا
مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ

کس کے ملنے کی مولیٰ کو تھی آرزو
کس کی خاطر دو عالم کو پیدا کیا
کس کی حور و ملائک کو تھی جستجو
مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ

میں تمہارا ہوں گرچہ گنہگار ہوں
اپنے دامن میں محشر میں لیجے چھپا
تیری رحمت کا میں بھی طلبگار ہوں
مصطفیٰ

دردِ فرقت سے میں سخت لاچار ہوں
کون ہے میرے اس دردِ دل کی دوا
کیا کہوں ہند میں کیوں گرفتار ہوں
مصطفیٰ

کون ہے مہرباں رحمتِ عالمیں
کون ہے باعثِ خلقِ ارض و سماء
کون ہے دلربا لامکاں کا مکیں
مصطفیٰ

شمس کو دردِ دل کس نے ایسا دیا
کون محشر میں امت کو بخشائے گا
جس کا درماں نہیں ان کے دیکھے سوا
مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ

الحمد للہ

تیری حمد و ثنا یا رب بشر سے ہو ادا کیونکر
تیرے اوصاف تک پہونچے یہ فہم نارسا کیونکر

سمندِ فکر کی کرتی ہے جب حیرت عناں گیری
پتہ پائے کوئی پھر منزلِ مقصود کا کیونکر

تیرے کاموں میں حیرانی نصیبِ عقلِ عالم ہے
کیا جانے کیا بام فلک تونے کھڑا کیونکر

مسخر کرلیا بادل کو تیرے امرِ غالب نے
تو ہی جانے لئے پھرتی ہے پانی کو ہوا کیونکر

اثر آبِ بقا کا تونے بخشا ابرِ باراں کو
نہ دے مردہ زمیں کو پھر الٰہی وہ جلا کیونکر

کھلائے گلشنِ عالم میں تونے پھول رنگا رنگ
نہ ہو ہر رنگ و بو میں پھر عیاں جلوہ ترا کیونکر

کوئی کیا جان سکتا ہے کہ اس مٹی کے پتلے میں
ملائے تونے یا رب آتش و آب و ہوا کیونکر

عجب قدرت ہے مہر و ماہ مسافت کرکے طے اتنی
پہونچ جاتے ہیں اپنے کام پر صبح و مسا کیونکر

نہیں کوئی صفات و ذات میں ثانی ترا ہرگز
کوئی لائق عبادت کے ہو پھر تیرے سوا کیونکر

تیری اس قدرتِ کامل کا شاہد ذرہ ذرہ ہے
جھکائیں سر نہ تیرے در پہ پھر اہلِ ذکا کیونکر

ملک کرتے ہیں جس دربار میں اقرار لاعلمی
وہاں کچھ ہو بھلا خادم تمہارا حوصلا کیونکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۴۔ جنوری کو یہ نظم استقبالیہ سید حضرت ممدوح کے ہوائی جہاز سے اترتے وقت ہوائی اڈہ حیدرآباد دکن پر دس ہزار کے یارانِ طریقت کے اجتماع میں پڑھی گئی
بہ تشریف آوری حضرت قبلہ مولوی سید محمد نور حسین صاحب معظم مدظلہم العالی

کوئی مہمان آرہا ہے آج
قلب آنکھیں بچھا رہا ہے آج

ان کے جلووں کی تابناکی سے
سارا گھر جگمگا رہا ہے آج

اسم پاک آپ کا ہے نور حسین
نورِ حق سب پہ چھا رہا ہے آج

دل بھی اب فرطِ شادمانی سے
نہیں پھولا سما رہا ہے آج

روح پر کیفیت سی طاری ہے
کون یہ مسکرا رہا ہے آج

سچ تو یہ ہے کہ خیر و برکت کے
وہ خزانے لٹا رہا ہے آج

قیصری فیضیاب ہو تو بھی
شاہ دریا بہا رہا ہے آج

عاجزہ قیصری حقی جماعتی ایم اے حیدرآبادی ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۵۷ء
(ریڈی ہلس) حیدر آباد دکن

گذشتہ سے پیوستہ

سیزدہم حضرت خواجہ عبد اللہ امام اصفہانی کہ از اجلہ خلفائے حضرت علاؤ الدین عطار خلیفہ خواجہ بزرگ خواجہ نقشبند اند۔ در رسالہ خود می فرمایند طریقہ توجہ طائفہ علیہ و پرورش نسبتِ باطنی ایشاں چناں است کہ ہرگاہ کہ خواہند کہ بداں اشتغال نمایند۔ اولاً صورت آں شخص کہ ایں نسبت ازو یافتہ باشند در خیال آورند تا آں زماں کہ اثر حرارت و کیفیت معہودہ ایشاں پیدا شود و بعد ازاں آں خیال را نفی نکنند بلکہ آنرا نگاہ دارند و بچشم و گوش و ہمہ قومی بایں خیال متوجہ شوند و بعد ازاں می فرمایند کہ بایں طریق غیبت و بیخودی رخ نمودن آغاز می کند و ہر فکرے کہ در آید بتوجہ بحقیقت قلب خود نفی آں کردن تا آں نفی شود۔ و اگر نفی شود۔ انتہا بصورت آں شخص باید کردن و آں لحظہ نگاہ داشتن تا باز آں نسبت پیدا شود۔ آں زماں خود آں صورت منتفی شود۔ اما باید کہ شخص متوجہ نفی نکند۔ ازیں عبارت ہم ظاہر شد۔ کہ ورزش رابطہ و تخیلِ صورت شیخ موجب غیبت و بیخودی (غیبت و بیخودی عبارت از فنا است و حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی می فرمایند سہ ہیچ کس را تا نگردد او فنا۔ نیست رہ در بارگاہ کبریا) وحضوری حق است باعثِ نفی خواطر کہ مخل حضوری حق است و نیز ظاہر شد۔ حاجت ایں تخیل و صورت محض برائے وصول الی اللہ است چوں آں مطلب حاصل شد۔ دیگر حاجت بہ تخیل نیست بلکہ آں صورت بعد اتصال خود بخود منتفی می شود (سیزدہم حضرت خواجہ عبد اللہ امام اصفہانی جو کہ حضرت علاؤ الدین عطار (حضرت خواجہ بزرگ سید بہاؤ الدین شاہ نقشبندی بخاری کے خلیفہ) کے بڑے خلیفوں میں سے ہیں۔ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں۔ ہمارے سلسلہ عالیہ کی توجہ کرنے کا طریقہ اور ان کا باطنی نسبت کا پرورش کرنا ایسا ہے۔ کہ جب اس میں مشغول ہونا چاہتے ہیں۔ پہلے وہ اس شخص کی صورت کو جس سے یہ نسبت حاصل کی ہو۔ اپنے خیال میں لاتے ہیں۔ اس وقت تک کہ اس کی مقرر کردہ کیفیت اور حرارت کا اثر پیدا ہو۔ اس کے بعد اس خیال کی نفی نہیں کرتے۔ بلکہ اس کو نگاہ رکھتے ہیں۔ اور آنکھ کان اور تمام قوتوں سے اس خیال کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ اس کے بعد فرماتے ہیں۔ کہ یہ غیبت اور بے خودی (فنا) اس طریق سے منہ دکھانا (ظاہر ہونا) شروع ہوتی ہے۔ اور جو فکر (وسوسہ) کہ آئے۔ تعجبہ کے ساتھ اپنے دل سے اس کی نفی کرتے ہیں۔ حتےٰ کہ وہ نفی (دور) ہو جائے۔ اور اگر نفی نہ ہو۔ تو اس تصور کی طرف توجہ کرنا اور اس کو نگاہ رکھنا تا کہ پھر وہ نسبت پیدا ہو۔ اور اس وقت خود وہ صورت منتفی (دور) ہو جاتی ہے۔ لیکن چاہیئے کہ متوجہ شخص نفی نہ کرے۔ اس عبارت سے بھی ظاہر ہوا۔ کہ رابطہ اور تصور شیخ کی مشق غیبت اور بیخودی (غیبت اور خودی سے مراد فنا ہے۔) چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی فرماتے ہیں۔ سہ ہیچ کس را تا نگردد او فنا۔ نیست رہ در بارگاہ کبریا (جب تک کوئی مقام فنا حاصل نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کو راہ نہیں ملتا۔ (نہیں پہنچتا) اور حق کی حضوری کا سبب اور خطرات کی نفی کا باعث (وہ خطرات جو حضوری حق میں خلل انداز ہوتے ہیں) یہ بھی ظاہر ہوا کہ اس تخیل اور صورت

(تصور شیخ) کی ضرورت محض وصول الی اللہ (اللہ تک پہنچنے) کے لئے ہے۔ جب یہ مطلب حاصل ہو گیا۔ پھر اس کی حاجت نہیں
رہتی۔ بلکہ وصال کے بعد وہ صورت خود بخود نفی ہو جاتی ہے۔ چہاردہم صاحب رشحات میفرمایند۔ کہ شیخ عبدالرزاقؒ از اجلہ
اصحاب (شیخ حسن فرزند خلیفہ حضرت علاؤالدین عطار اند) طریق وے ورزش نسبت رابطہ بودہ است۔ روزے بملازمت
حضرت سید قاسم تبریزیؒ می آمدہ بودہ اند۔ حضرت سید وے را گفتہ اند۔ ہماں نسبت و طریقۂ رابطہ شما خوب است و وے
را بہ ورزش طریق رابطہ استحسان کردہ اند (ترجمہ چہاردہم) صاحب رشحات فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالرزاقؒ شیخ حسنؒ کے
بزرگ مصاحبوں اور ان کے خلیفوں سے ہے۔ (اور شیخ حسنؒ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار کے فرزند اور خلیفے ہیں)
ان کا طریقہ بھی نسبت رابطہ (تصور) کی مشق کرنا تھا۔ ایک دن حضرت سید قاسم تبریزیؒ کی خدمت میں آئے ہوتے تھے
حضرت سید صاحب نے ان کو فرمایا کہ وہی تمہارا نسبت اور رابطہ (تصور شیخ) کا طریقہ بہت اچھا ہے۔ انہوں نے ان
کے اس طریقہ کو اچھا جانا اور بتایا ہے۔)

پانزدہم۔ حضرت خواجہ محمد یحییٰ شہیدؒ (پسر خورد حضرت ناصرالدین عبیداللہ احرارؒ خلیفہ ایشاں) می فرمایند۔ کہ حضرت
ایشاں مرا طریق رابطہ اشارہ کردہ بودند و وقتے در مبادیِ آں شغل پیش حضرت ایشاں نشستہ بودم و جمع از اصحاب
حاضر بودند در خاطرِ من افتاد کہ آیا توجہ بروئے مبارک ایشاں باید کرد یا بچشم آں حضرت۔ چوں بجانب آں نظر کردم
انگشت شہادت میان دو ابروئے خود نہادند۔ معلوم شد۔ کہ نظر میانِ دو ابروئے مبارک حضرتِ ایشاں می باید کرد
بعد ازاں کہ اصحاب رفتند و خلوت شد۔ ہماں وجہ تصریح کردند (ترجمہ حضرت خواجہ محمد یحییٰ شہید جو کہ حضرت خواجہ ناصرالدین
عبیداللہ احرارؒ کے چھوٹے صاحبزادے اور خلیفے ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت نے مجھے طریق رابطہ (تصور) کا اشارہ فرمایا
تھا۔ ایک دفعہ اس شغل کی ابتدا میں آپ حضرت کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور بہت سے یارانِ طریقت بھی موجود تھے۔ میرے
دل میں آیا۔ کہ کیا توجہ آپ کے چہرہ مبارک کی طرف کرنی چاہئے۔ یا آپ کی آنکھوں کی طرف! جب ان کی طرف میں نے نظر کی تو آپ
نے اپنی انگشت شہادت اپنے دو ابروؤں کے درمیان رکھ دی۔ معلوم ہوا کہ نظر ہمیشہ حضرت کے دو ابروئے مبارک کے درمیان کرنی
چاہئے۔ جس وقت کہ دوسرے سب یار چلے گئے۔ خلوت (تنہائی) ہوئی۔ میرے خیال کے مطابق ہی آپ تصریح فرمائی۔

شانزدہم:۔ حضرت مولانا نورالدین تاشقندیؒ خلیفہ امام اہل اسرار حضرت ناصرالدین عبیداللہ احرارؒ را طریقۂ رابطہ در افادہ
است و بورزش آں بجلے مشغول گشت و در اندک فرصتے مغلوب آں نسبت شدہ است۔ روزے مولانا زادہ فرکتی بر طریق
مشغولی باطنی مولانا نورالدینؒ اطلاع یافتہ است۔ ما وے از روئے خشونت گفتہ کہ اگر در وقت نماز باین طریق مشغول باشی۔ مودی
بکفر می شود۔ زنہار کہ در وقت نماز بعد از تکبیر احرام تا حین بیروں آمدن از نماز باسلام خود را ازیں نسبت باز آری و در دل خود را نگاہ
داری۔ وے در جواب مولانا زادہ ایں بیت میر حسینیؒ خواندہ سے نالاں روئے کہ چشم تست احول۔ معبود تو پیر تست اول۔ خبر تعرضی
مولانا زادہ و جواب مولانا نورالدین را بعرض حضرت ایشاں رسانیدہ اند۔ حضرت ایشاں بمولانا زادہ گفتہ اند کہ شخصے را دل نماز با املاک
و اسباب و عقیدہ و مواشی و ذیل و انہار و سائر اشیائے خسیسہ میرود۔ کافر نیست اگر موسئے را دل بموئے مرتبطہ باشد چرا مودی

بکفر شود ۔ (ترجمہ ۔ حضرت مولانا نورالدین تاشقندی جو کہ اہلِ اسرار کے امام حضرت ناصرالدین عبیداللہ احرار کے خلیفے ہیں ۔ کو طریق رابطہ درپیش تھا ۔ اور اس کی مشق میں بہت مشغول تھے ۔ اور تھوڑے عرصہ میں ہی اس نسبت میں غرق ہو گئے تھے ۔ (پا لیا تھا) ایک دن مولانا زادہ جنہوں نے کہ مولانا نورالدین کے اس باطنی مشغل پر اطلاع پا لی تھی ۔ اس کے ساتھ سخت کلامی کی ۔ اور کہا کہ اگر نماز میں اس طرح مشغول ہوگا ۔ تو کفر تک یہ پہنچا دے گا ۔ خبردار کہ نماز میں تکبیر تحریمہ سے شروع ہو کر سلام کے ساتھ نماز سے باہر آنے تک آپنے آپ کو اس نسبت سے باز رکھنا اور اپنے دل میں اس کو نگاہ رکھے ۔ مولانا زادہ کے جواب میں انہوں نے میر حسینی ؒ کا شعر پڑھ دیا ۔ ۔ زاں روئے کہ چشم تست احول ۔ معبود تو پیر تست اول ۔ یعنی اس سبب سے کہ تیری آنکھ بھینگی ہے ۔ تیری توجہ کا مرکز پہلے پیر ہی ہے ۔ (جب حق نما کو پالے گا ، تو حق کو بھی پالے گا ۔ انشاء اللہ تعالٰی) مولانا زادہ کا اعتراض کرنا اور مولانا نورالدین کا جواب حضرت خواجہ تک پہنچا دیا گیا تھا ۔ حضرت خواجہ نے مولانا زادہ کو فرمایا ۔ کہ ایک شخص کا دل نماز پڑھتے وقت جائیداد ۔ اسباب ۔ غلاموں ۔ مویشیوں وغیرہ تمام خسیس اور ناپاک چیزوں کی طرف جاتا ہے ۔ (ان میں متوجہ ہوتا ہے) کافر نہیں ہے ۔ ایک مومن کا دل مومن کے ساتھ تعلق پکڑے ۔ کیوں کفر تک پہنچے گا)

ہفتدہم ۔ شیخ نیک روز بخاری کہ از مریدانِ خواجہ بزرگ حضرت خواجہ سید بہاؤالدین نقشبندی بخاری ہستند ۔ می گویند کہ شکایت امیر برہان ؓ پیشِ حضرت خواجہ بردم ۔ کہ اکثر نسبت مرا بغارت می برند ۔ و مرا پریشان و خالی می سازند فرمودند در آں زماں کہ او متوجہ تو شود ۔ تو متوجہ من شو ۔ بگو من نیستم ۔ ایشاں اند بعد ازیں تعلیم چوں با میر چوں برھان رسیدم ۔ وخواست بہماں طریق متوجہ من شود ۔ من متوجہ حضرت خواجہ گشتم ۔ وصورت ایشاں در خیال آوردم ۔ و گفتم من نیستم ۔ حضرت خواجہ اند بیکبار دیدم ۔ کہ حال میر برھان دیگر شد ۔ و بیہوش از پا در افتاد و بعد ازاں ہرگز دیگر بطریق تصرف بمن متوجہ نشد ۔ (ترجمہ ۔ شیخ نیک روز بخاری جو کہ حضرت خواجہ سید بہاؤالدین نقشبند بخاری ؒ کے مریدوں سے ہیں ۔ کہتے ہیں کہ امیر برھان ؓ کی شکایت میں نے حضرت خواجہ کی خدمت میں پیش کی ۔ کہ وہ اکثر وہ میری نسبت کو تباہ کر ڈالتے ہیں ۔ اور مجھ کو پریشان اور خالی کر دیتے ہیں ۔ فرمایا کہ جس وقت وہ تمہاری طرف متوجہ ہو ۔ تو میری طرف متوجہ ہونا ۔ اور کہنا کہ میں نہیں ہوں ۔ حضرت خواجہ صاحب ہیں ۔ اس فرمان کے بعد جب میں امیر برھان کے پاس پہنچا ۔ اس نے چاہا کہ اسی طرح میری طرف متوجہ ہو ۔ میں بھی حضرت خواجہ کی طرف متوجہ ہو گیا ۔ اور ان کا تصور کر لیا ۔ اور کہا میں نہیں ہوں ۔ حضرت خواجہ ہیں ۔ میں نے فوراً دیکھا ۔ کہ میر برھان کی حالت بدل گئی ۔ اور بے ہوش ہو کر گر پڑا ۔ اس کے بعد پھر کبھی وہ تصرف مجھ پر کرنے کے لیے متوجہ نہ ہوا ۔

ہشتدہم ۔ حضرت خواجہ محمد پارسا ؒ می فرمایند کہ حضرت بہاؤالدین نقشبند قدس اللہ سرہ کرہ ثانی بسفر حجاز رفتہ اند ۔ ومن در ملازمت بودہ ام ۔ در بادیہ حجاز مخلصے را مراقبہ امر فرمودند و بمحافظت صورت ایشاں ۔ در خزینہ خیال نیز امر کردند ۔ ترجمہ حضرت خواجہ محمد پارسا فرماتے ہیں کہ حضرت سید بہاؤالدین نقشبند بخاری ؒ ۔ خدا آپ کے بھید دل کو پاک کرے ۔ جب دوسری دفعہ سفر حجاز تشریف لے گئے ۔ میں خدمت پر مامور تھا ۔ حجاز کے صحرا میں ۔ ایک مخلص کو مراقبہ کا حکم فرمایا اور اپنی صورت کو بھی اپنے خیال کے خزینہ میں محافظت کرنے کا حکم فرمایا ۔

نوزدہم :۔ در رشحات از مقالات حضرت خواجہ عطار قدس اللہ سرہ مذکور است کہ می فرمودند۔ کہ تعلق بمرشد [illegible]
بحقیقت بغیر است۔ و در آخر نفی باید کرد۔ اما در اول سبب وصول است و تعلق ما سوا اورا نفی کردن [illegible]
و رضائے او باید طلبید۔ صاحب رشحات۔ در حالِ شیخ حسن عطارؒ می نویسد کہ یکے از درویشاں ایشاں بعزیمت سفر مبارک [illegible]
آثار جذب و غیبت و بیخودی و حیرت از وے ظاہر شد گاہے کہ در بازار می گذشت چناں می نمود۔ کہ وے [illegible]
است و با آمد رفت خلق و گفتگوئے ایشاں چنداں شعورے ندارد۔ و عزیزے ازیں سلسلہ (نقشبندیہ) کہ [illegible]
میرسید میسر بود ند۔ کہ کار آں درویش بیش ازیں نیست۔ کہ علی الدوام صورت خواجہ حسنؒ را مراقب می باشد۔ و نگاہ [illegible]
آں نگاہ داشت صفتِ جذبہ ایشاں بوے سرایت کردہ است۔ ترجمہ۔ رشحات میں حضرت خواجہ عطارؒ کے مقالات میں
مذکور ہے۔ کہ فرماتے تھے۔ کہ مرشد کے ساتھ تعلق اگرچہ حقیقت میں غیر اللہ کے ساتھ ہی تعلق ہے۔ اور آخر میں اس
کی نفی کرنی چاہیئے۔ لیکن ابتدا میں وصول کا سبب ہے۔ اور اس کے ماسوائے تعلق کو نفی کرنا [illegible]
اسی کا وجود اور اس کی رضا کو طلب کرنا چاہیئے۔ صاحب رشحات شیخ حسن عطارؒ کے حال میں لکھتا ہے۔ کہ [illegible]
درویش سفر مبارک حج کے ارادہ سے آیا۔ جذب غیبت و بیخودی و حیرت (فنا) کے آثار (علامات) اس سے ظاہر
ہوئے۔ جب بازار میں سے گذرتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ کسی باطنی امر میں گرفتار ہے۔ اور خلق کی [illegible]
اِن کی گفتگو کا کچھ شعور نہیں رکھتا۔ اور اسی سلسلہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ کہ یہ فقیر ان کی خدمت میں جایا کرتا تھا۔ فرماتے تھے
کہ اُس درویش کا کام اِس سے زیادہ نہیں۔ کہ وہ ہمیشہ خواجہ حسن عطارؒ کی صورت کا مراقبہ کرتا ہے۔ اور اس [illegible]
اور اِس نگاہداشت (تصور) کی برکت سے حضرت کے جذبہ کی صفت اس میں سرایت کی ہوئی ہے۔ باقی آئندہ

(راقم فقیر محمد اللہ دتا عفا اللہ تعالیٰ عنہ [illegible])

گنہگار اے بیاید بر درِ تو ❊ بغایت شرمسار آید بر تو
کند تو بہ بصدق دل الٰہی ❊ بہ بخشیدن نداری جبر تو

چہ را با تو سر و کارے ندارم ❊ کہ غیر تو بہیچ کس بارے ندارم
گنہگارم و لیکن طالبت ام ❊ بہ بخشا غیر تو غفارے ندارم
نمے بینم بدنیا ہیچ یارے ❊ نیاید در نظر کس [illegible]
بفضلِ خویش و ستم گیر یارب ❊ کہ طالب ہم شود [illegible]

راقم فقیر محمد اللہ دتہ طالب گنجاہی عفا اللہ [illegible]

الراقم فقیر محمد اللہ دتا طالب کنجاہی عفا اللہ عنہ بقلم خود

۷۸۶

فریادِ طالب

بجناب غالب علی کل غالب

اِس وقت کی بات ہے۔ جبکہ قافلہ حجاج کی لاریاں صحرائے عرب شریف (ریگستان) میں پھنسی ہوئی تھیں۔ مکہ مکرمہ کافی دور تھا۔ حج سے مایوسی ہو رہی تھی۔ سارا قافلہ بیتاب تھا کہ اب کیا ہوگا۔ بمذکورہ ذیل عرض رعبایات میں کی گئی۔

وطن بگذاشتم بینم روئے تو — سفرہا کردم یا ہم کوئے تو
اگر خواہی نیایم بر درِ تو — چساں بکنم خلافِ مرضیئے تو

چہ گویند مرد ماں با ما چہ کردی — ترا شاہانِ نشان بُد این کہ کردی
بحُبِّت از وطن بیروں کشیدی — بہ دشتِ بے پناہ شاں را سپردی

بگفتی بہر حج مردم بیایند — ز فرمانت بعزت روبرو آیند
چرا سُوئیت نہ شاں را رہنمائی — چوں شاں ترکِ وطن کردہ بیایند

مر اعمال یارب و بد فی نیت — کر ہانت بہ بیں بگزار ایں ہا
حرم را رہ بدہ از فضلِ خاصت — وگرنہ جان بگیر ند ایں زمین ہا

الٰہی چوں مرا توفیق دادی — بقلیمِ شوقِ حج را خود نہادی
بفضلِ خویش بر ساں بر درِ خود — کنی آسان مشکل ہائے ہادی

اگلے دن یہ رعبایات زبان پر تھیں

بشکرِ تو کردن ز طالب بس محال — کردی ناممکن را ممکن ذوالجلال
شد میسر ما را حج از فضلِ تو — ورنہ ایں ممکن نبُد در ہیچ حال

شکرِ صد شکر اے ذوالجلال — اے کریم و اے رحیم و بے مثال
فضلِ تو بادا چنیں بر ما مدام — ہم زبانِ ما بشکرت خوش مقال

محفل میلاد خاتم الانبیاء مرسلین علیہ السلام

نزول رحمت ہا رب العالی بے حساب

جب حضرت ابراہیم خلیل الرحمن اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہما السلام نے خانہ کعبہ کی بنیاد مکہ شریف میں رکھی ۔ تو آپ نے بہت دعائیں ساکنان مکہ شریف جیران بیت اللہ شریف کے لئے فرمائی ۔ اور ایک دعا خاصی سرکار دوعالم خاتم الانبیاء والمرسلین کی بعثت کے لئے بھی فرمائی ۔ ایت ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلو علیھم ایاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم (ترجمہ) اے رب ہمارے اور مبعوث فرما بھیج ان کے بیچ ایک رسول ان میں سے پڑھے ان پر آئتیں تمہاری اور سکھادے ان کو کتاب اور حکمت اور ان کو پاک کرے ۔ تحقیق تو ہے غالب حکمت والا ہے ۔

جد پیغمبران کی اس دعا کو رب تعالیٰ خالق ارض وسما مالک ہر دو ۔ بادشاہ روز جزا ایسا شرف قبولیت عطا فرمایا کہ رب تعالےٰ نے اپنا وہ محبوب صاحب لولاک جس کی شان میں حدیث اول ما خلق اللہ نوری خلق الخلیق من نوری حدیث قدسی کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان یعرف فخلقت الخلق ۔ اگر مخلوقت خلق کو اول ما خلق اللہ نوری کے ساتھ ملا کر ذرا غور و فکر و تدبیر اور عقل سلیم سے کام لیا جائے ۔ تو یقیناً ہر ذی فہم و ادراک اور صاحب عقل سلیم اس امر کو تسلیم کرنے میں اور اس پر ایمان رکھنے میں ہمارے ساتھ متفق ہوگا ۔ کہ تمام ارواح تمام مخلوق سے پہلے حضور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا گیا ۔ اور بحکمہ ثم خلق الخلق من النوری اور پھر باقی ۔

مخلوقات کو میرے نور سے پیدا کیا گیا اور بحکم حدیث "کنت نبیاً وادم بین الماء والطین ۔ میں نبی تھا ۔ اور اس وقت آدم پانی اور مٹی (کیچڑ) میں تھا ۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس اور نورانی روح کو سب سے اول اللہ تعالےٰ نے اپنے نور سے پیدا کر کے اپنا محبوب بنایا ۔ اور پھر ان کے نور سے ان کی شان محبوبیت کے غلامی اور تعارف اطاعت اور اتباع کے لئے تمام مخلوق کو پیدا کیا ۔ اور تمام ارواح اور تمام انبیا علیہم السلام نے اللہ تعالےٰ نے بحکم آیت شریف واذ اخذ نا میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین (ترجمہ) اور جس وقت اللہ تعالےٰ نے پیغمبروں کا عہد لیا ۔ البتہ جو کچھ میں تم کو دوں کتاب اور علم پھر آوے ۔ تمہارے پاس ایک پیغمبر اس چیز کی تصدیق کرنے والا جو تمہارے ساتھ ہے ۔ البتہ تم اس کے ساتھ البتہ اس کی مدد کرنا ۔ کیا کیا اقرار کیا تم نے اور اس عہد سے تم نے اپنے اوپر ایک بھاری بوجھ لیا ۔ انہوں نے

کہا ہم نے اقرار کیا۔ کہا پس گواہ رہو۔ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ سرکار دو عالم خاتم الانبیاء والمرسلین کی تحیہ اسلام کی اطاعت اور امداد۔ اور ان پر ایمان لانے عہد و اقرار میں جس سے حضورؐ کی برتری مملو مراتب و شان افضلیت ثابت ہے۔ قدسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔ شعر

نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را — برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

اسی دعا سے ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کو شرف قبولیت رب تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ اور اس قدر قبولیت عطا کی کہ اللہ تعالیٰ نے اشرف الانبیاء افضل المرسلین شفیع المذنبین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین۔ شافع روز جزا سید ہر دو سرا صاحب لولاک لما حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو مکہ شریف زاد اللہ شرفہا میں پیدا فرما کر ان کی شان اعلیٰ میں ارشاد فرمایا۔ آیت۔ ولقد منّ اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولاً من انفسہم یتلو علیہم آیاتہٖ ویزکیہم ویعلمہم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰلٍ مبین۔

(ترجمہ) تحقیق احسان کیا اللہ تعالےٰ نے اوپر ایمان والوں کے جس وقت بھیجا بیچ ان کے پیغمبر آپس میں رہنے سے ان پر اس کی نشانیاں پڑھتا ہے۔ اور ان کو پاک کرتا ہے۔ اور سکھاتا ہے۔ ان کو کتاب اور حکمت۔ اور تحقیق اس سے پہلے تم تھے بیچ گمراہی ظاہر کے۔ اللہ تعالےٰ کے بے شمار احسانات اپنے بندوں پر ہیں۔ انسان کے جسم و جان میں بے شمار صنعتیں اس صناع حقیقی احسن الخالقین کی موجود ہیں۔ جو ہر ایک احسان ہی احسان ہے۔ اور سوائے جسم و جان کے اور انعامات اور نوازشات بھی بے شمار احسان ہیں۔ مگر ان تمام انعام واکرام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا احسان نہیں جتایا۔ تو اس سے ظاہر ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے احسان ظاہر فرمایا ہے۔ وہ ایک ایسا احسان عظیم ہے جس کے باقی تمام انعامات ہیچ ہیں۔ کیونکہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو رحمۃ للعالمین بحکم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین فرمایا ہے۔ گویا حضورؐ کا مقدس ومطہر وجود باجود انسانوں کے تمام عالموں میں رحمت ہی رحمت ہے۔ اور پھر دوسری جگہ فرمایا کہ ہم نے آپ کو تمام قوموں کی رہنمائی کے لئے رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اور ایک دوسری آیت میں فرمایا ہے۔ جو لوگ گناہوں سے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرلیں۔ اور ان کو اپنے گناہوں کی معافی کا کوئی امید نہ رہے۔ تو ان کے لئے تیرا سہل ترین وسیلہ تیری ذات مقدس کی سفارش ہے۔ فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ۔ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ اگر لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں۔ گناہوں سے اپنی جانوں پر ظلم کرکے اپنے نامہ اعمال سیاہ کرلیں۔ تو نامہ اعمال کو سفید کرنے اور گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کرنے اور اپنی توبہ قبول کرانے کے لئے ان کے لئے لازم ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر بصدق ایمان لا کر سابقہ گناہوں سے تائب ہوجائیں۔ اور ان کی توجہ ایسی اخلاص اور صحیح اور سچی ہو۔ اور اس کی توبہ سرکار دو عالم قبول فرما کر بارگاہ ایزدی میں اس کی قبولیت اپنی طرف سے استغفار طلبی کی سفارش فرمادیں۔ تو خدا تعالےٰ جل شانہ کی رحمت اپنے

محبوب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سفارش کو قبول فرما کر اپنی رحمت سے تواب اور رحیم بن جانے میں ہی نہیں
بلکہ دوسری جگہ یوں ارشاد ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اطاعت رسول علیہ الصلوٰۃ میں بشرطیکہ بصدق
دل سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نورٌ من نور اللہ بدل تسلیم کرے۔ شافع روز جزا۔ ہادی اعظم۔ سید الانبیاء والمرسلین
رحمۃ اللعالمین خاتم الانبیاء المرسلین بدل مان کر اطاعت کی جائے۔ تو پھر وہ اطاعت بالکل اطاعت طرز ہوگی۔ اور اگر
وہ اطاعت محبت و اخلاص سے اور غلامانہ نہیں ہے۔ تو نہ وہ اطاعت رسول ہے نہ اطاعت خدا۔ اس کو کوئی شرف
قبولیت عطا نہ ہوگا۔ بلکہ وہ اُلٹا ایسے آدمی کو حضور علیہ السلام کی غلامی اور اطاعت کا اقرار نہ کرے گا۔ جہنم کی طرف
لے جائے گی۔ اور دوسری جگہ ارشاد ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم
ذنوبکم واللہ غفور الرحیم (ترجمہ) اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو۔ تو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ
اے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ ان کو کہہ دو۔ کہ ان کو حصول محبت خدا کے لئے صرف رب کا ہی اتباع کرنا ضروری ہے۔ اور
اتباع اس طرح کرنا کہ حضور کو بحکم قد جاءکم من اللہ نورٌ و کتاب مبین۔ حضور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم
کو سراجاً منیرا۔ نورٌ علیٰ نورٌ دل سے تسلیم کر کے اور ایک حضور کی نورانیت حاصل کر کے اس نور کی نورانی شعاع میں
حضور کی اتباع کریں (جو وہ ارشاد کریں۔ اس کو مضبوط پکڑو۔ اور جس سے حضور صلعم نے منع فرمایا۔ اس کو ترک
کردو) دل کے اندھوں کور باطنوں کو خدا چشم بینا دل دانا عطا کرتا تو وہ دیکھتے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کیسے نورانی اور نوربخش وجود ہیں۔ جن کے غلام مقبول انگلیوں اور پوروں کو نورانی مشعل بنا کر بہ راستہ
روشن کر دیا کرتے تھے۔ سرکار دوعالم کی اتباع اور ان پر دلی عقیدت اور اخلاص سے ایمان لانے سے ایسا
نور عطا ہوتا کہ اس نور کی روشنی میں جبکہ تمام گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے۔ س۔ حدید۔ آیت شریف یاایھا الذین
آمنوا اتقوا اللہ وآمنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نوراً تمشون بہ ویغفرلکم
واللہ غفور الرحیم (سبحان اللہ کیا شان کریمی ہے رسول کریم کی)

(ترجمہ) اے لوگو۔ جو ایمان لائے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور ایمان لاؤ ساتھ اس کے پیغمبر کے۔ دو حصے ثواب کے
اپنی رحمت سے دے دیں گے۔ اور کرے گا۔ تمہارے واسطے نور کہ چلو گے ساتھ اس کے۔ اور بخشے گا واسطے تمہارے
اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ یعنی مخلصانہ غلامی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو نورٌ علیٰ نور اور نوربخش ہیں۔
تم نورانی وجود بن جاؤ گے۔ اور ہر دو جہانوں میں اس نور کی برکت سے نجات و فلاح اور دوگنا ثواب و رحمت مل جائیگی
تو گویا اتباع دل سے محبت سے اقبال غلامی بے چون و چرا کیا جائے۔ اول نور رسالت سے اپنے دل میں نور حاصل
کیا جاوے۔ پھر اسی نور میں اتباع کیا جاوے۔ اسی نور کی روشنی میں قرآن پاک و کتاب مبین کے نورانی تعلیم حاصل کیا جاوے
کیونکہ روشنی کے بغیر تو کوئی کتاب نہیں پڑھی جاتی۔ اسی لئے قرآن پاک نور۔ سرکار دوعالم۔ اللہ تعالیٰ نور۔ جب تک نور

کے ساتھ کوئی تعلق نہ کیا جائے۔ نہ ہی کتاب اللہ کی سمجھ میں آسکتی نہ ہی کتاب اللہ کے لانے والی کی ذات مقدس منور مطہر کی سمجھ آسکتی ہے۔ نہ ہی وہ ذات دیکھی جا سکتی ہے۔ ہائے افسوس ان کے عقل اندھوں کور باطنوں مجذوبوں پر جو سرکار تاجدار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا سمجھتے ہیں۔ آدھ درحقیقت گستاخ بے ادب دل کے اندھے ہیں۔ قرآن شریف کو نہ پڑھتے ہیں نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآن پاک میں تو اللہ تعالےٰ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ریت مٹھی بھر کافروں کی طرف پھینکی۔ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی او بدبخت اندھے کوڑھی کور باطنی تیرے لئے ہے۔ یہ لفظ کئی جگہ آئے۔ یا تجھ کو بھی یہ درجہ مل سکتا ہے۔ العیاذ باللہ دوسرے بیعت رضوان کے وقت کیا ارشاد ہوتا۔ ید اللہ فوق ایدیھم۔ سبحان اللہ خدا تعالیٰ نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دست مبارک کو اپنا ہاتھ فرمایا۔ تمام قرآن شریف حضور کی نورانی تعریف سے بھرپور ہے۔ اللہ تعالےٰ دوسری جگہ فرماتا ہے۔

س۔ توبہ۔ وصل علیھم ان صلوٰتک سکن لھم ترجمہ۔ اور دعا خیر بھیج اوپر ان کے تحقیق تیری تسکین کے واسطے ان کے اللہ تعالیٰ آپ کی عمر کی قسم کھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رسولی شہر کی قسم کھاتا ہے۔ جہاں آپ کے قدم مبارک اس زمین پر لگے۔ گویا آپ کے قدموں (پاؤں لگنے) کی برکت سے مکہ شریف کو یہ درجہ عطا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اس کی قسم کھائی۔ آیت۔ لا اقسم بھذا البلد وانت حلٌّ بھذا البلد۔ آپ شافع روز جزا۔ آپ تمام انبیا کے سرتاج۔ امام الانبیا المرسلین آپ کا سینہ الم نشرح آپ کا ہر دو مراد ن اول روز سے زیادہ بہتر۔ عالم برزخ عالم دنیا سے بہتر بحکم وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ۔ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔ او اندھے بے بصر ظالم خود تو گمراہ ہو۔ خدا سے ڈر۔ مخلوق خدا کو خدا کے رسول علیہ السلام کا پر مطیع رہنے دو۔ خود تو گمراہ تو ہے لوگوں کو گمراہ نہ کرو۔ قیامت کا خوف کر۔ کیا میلاد شریف اور قیام میلاد گناہ ہے توبہ کر۔ توبہ کر۔ یہ تمہاری اپنی سیاہ باطنی ہے۔ اور کج روی ہے۔ سن ذرا دل سے سن۔ اور چشم بصیرت کھول۔ اور خدا تعالےٰ کے محبوب علیہ السلام کی شان کو دیکھنے کی کوشش کر۔ میلاد شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کا ذکر۔ کیا آپ کی والدہ محترمہؓ کو آپ کی پیدائش سے پہلے آپ کا نام محمد نہ بتایا گیا تھا۔ کیا آپ کی پیدائش کے وقت ان کی والدہ نے دن کام مستورات جو اس وقت موجود تھیں۔ تمام دنیا کو نور سے بھرپور نہ دیکھا تھا۔ شام تک ہر چیز حضرت آمنہؓ کو نظر آئی۔ بت روندھے گر پڑے نوشیروان کے قلعہ کے کنگرے گر پڑے۔ آتشکدے بجھ گئے۔ انوار و برکات کی بارش رحمۃ اللعالمین کی پیدائش ایک احسان عظیم۔ کیا سرکار پاک مقدس متبرک نورانی پیدائش اور حالات غزوات معجزات کا بیان کرنا گناہ ہے۔ تف ہے تیری عقل پر تو خسران المبین ہے۔ ایک ولی اللہ صالح کے ذکر حالات سے تو رحمت نازل ہو۔ بحکم عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ۔ تو کیا رحمۃ اللعالمین کے ذکر خیر سے رحمت نہ نازل ہو گی۔ ہاں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ اور ابوجہل کے نور محمد کو دیکھتے ہیں۔ یہی فرق ہے۔ ہوش میں آؤ گستاخی اور بے ادبی سے توبہ کرو۔ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیکھو ورنہ روز آخرت نار جہنم میں جاؤ گے۔

ڈاکٹر اقبال مرحوم فرماتے ہیں۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست ۔۔ اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں ۔۔ یہ زمیں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ماہِ شعبان اور اُس کے فضائل

حضرت اُسامہ رضی تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رجب کا مہینہ آتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ دعا مانگتے۔ اللہم بارک لنا فی رجب وشعبان و بلغنا رمضان۔ اے اللہ ہم کو رجب اور شعبان میں برکت دے اور ہم کو رمضان تک پہنچا دے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عموماً عادت شریفہ یہ تھی کہ اگر روزے رکھتے چلے جاتے کہ گمان ہوتا کہ آپ چھوڑیں گے نہیں۔ اور اگر نہ رکھتے تو یہ خیال ہوتا کہ آپ رکھیں گے نہیں۔ لیکن ماہِ شعبان سے زیادہ آپ کو کسی دوسرے ماہ میں زیادہ روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ صرف چند دنوں کے سوا ماہ شعبان کے سارے روزے رکھتے تھے۔ اور بعض میں چند دنوں کی بھی استثنا نہیں جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت محبوب تھا۔ کہ ماہ شعبان میں یہانتک روزے رکھیں کہ رمضان آجائے۔ بہرکیف ان احادیث اور روایات میں قدر مشترک یہ ہے کہ دوسرے مہینوں کی بہ نسبت ماہ شعبان میں روزے زیادہ رکھتے تھے۔ جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ماہِ شعبان میں لوگوں کی موت اور حیات کا وقت لکھا جاتا ہے۔ اور ان کے اعمال کو بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا جاتا ہے میں چاہتا ہوں کہ جب میرا اعمال نامہ بارگاہ الٰہی میں پیش ہو اس وقت میں روزے سے ہوں۔ آپ فرمایا کرتے جہانتک تمہیں ممکن ہو ماہِ شعبان میں نیک عمل کرنے میں سرگرم رہو۔ اسلئے کہ اللہ اس وقت ثواب کا دروازہ بند نہیں کرتا۔ جب تک کہ تم عمل کا دروازہ بند نہیں کرتے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ سوائے ماہ شعبان اور رمضان کے آپ نے دو ماہ پے درپے روزے کبھی نہیں رکھے۔ آپ نے فرمایا شعبان کے روزوں کے ساتھ تم رمضان کے روزوں کے واسطے آمادہ رہو۔ افسوس آج ہمارے زمانہ مدعیان عشقِ رسول تو بہت ہیں لیکن عملی حیثیت سے آپ کا اسوہ اختیار کرنے والے بہت کم ہیں۔ شعبان کے مہینہ میں علماء کرام جمعہ کے خطبات اور عام تقریروں اور وعظ کے ضمن میں یہ ساری حدیثیں پڑھ کر سنائیں گے۔ لیکن ان میں شاید ہی کوئی ایسا عالم یا مقرر بھی ہو جو ان حدیثوں پر عمل کرتے ہوئے اس ماہ میں بکثرت روزے رکھے۔ اور یہی حال ان لوگوں کا ہے جنہوں نے تصوف کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔ اور اپنے آپ کو طریقت کا امام سمجھ رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص رمضان کا ایک روزہ رکھیگا اللہ تعالےٰ اس کے جسم کو آگ پر حرام کر دیں گے۔ اور جنت میں حضرت یوسفؑ علیہ السلام کا رفیق ہوگا۔ نیز آپ نے فرمایا جو شعبان کے تین روزے رکھے اور افطار سے قبل بہت زیادہ درود شریف پڑھے اللہ اس کے تمام گذشتہ گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اس کے واسطے رزق میں برکت دی جاتی ہے یہ وہ مہینہ ہے جس میں تین سو رحمت کے دروازے کھلتے ہیں۔ جو شخص ماہ شعبان کے سارے روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس پر

موت کو آسان کر دیتا ہے۔ اور قبر کی تاریکی کو دور کرتا ہے۔ اس ماہ میں ہر مسلمان کی مغفرت ہوتی ہے۔ لیکن جادو گر کی اور مسلمانوں سے بغض رکھنے والے کی اور کاہل کی اور زنا کرنے والے کی اور شراب پینے والے کی۔ اور مشرک کی اور مسلمان سے قطع تعلق کرنے والے کی ہرگز مغفرت نہیں ہوتی۔ شعبان کی پہلی رات کو ۱۲ رکعتیں پڑھیں ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک دفعہ اور سورۃ اخلاص ۵ دفعہ پڑھیں جو یہ بارہ رکعتیں پڑھے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بارہ ہزار شہیدوں کا ثواب ملیگا۔ اور بارہ ہزار برسوں کی نیکیوں کا ثواب بھی اس کے واسطے لکھا جائیگا، اور گناہ سے اس طرح پاک ہو جائے گا۔ گویا کہ وہ آج ہی شکم مادر سے پیدا ہوا ہے۔

شب برات

شعبان کی پندرہویں شب جس کو شب برات کہتے ہیں، بڑی فضیلت کی شب ہے۔ اس رات کو بیدار رہنا اور عبادت کرنی قبرستان میں جا کر اموات کے واسطے دعاء مغفرت کرنی اور توبہ استغفار کرنی اور خصوصیت سے دن کو روزہ رکھنا اور بجز بات شرعیہ سے کل مجتنب رہنا چاہیئے۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کیا کوئی بخشش مانگنے والا ہے؟ میں اس کا گناہ بخشوں۔ کوئی رزق مانگنے والا ہیں اس کو رزق دوں۔ کوئی صحت مانگنے والا ہے میں اس کو صحت دوں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ندا کرتا ہے۔ یہانتک کہ فجر کا طلوع ہو۔ حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئے اور کہا یہ شب برات ہے اس رات طاعات و عبادات میں خوب کوشش کیجئے۔ آپ نے کوشش کی پھر وہ دوبارہ آیا اور کہا کہ اپنی امت کو سنا دو کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی ساری امت کو بخشدیا ہے۔ سوائے اس کے کہ اس نے شرک کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک پہاڑ پر ایک سفید رنگ کے پتھر کو دیکھا۔ اور بہت تعجب کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ اس سے زیادہ تعجب والی یہ بات ہے کہ اس پتھر میں ایک آدمی ہے۔ چنانچہ وہ پتھر پھٹا۔ اور اس سے ایک آدمی نکلا۔ اس کے ہاتھ میں انگوروں کا ایک خوشہ تھا۔ اور کے پاس انگوروں کی ایک بیل اگی ہوئی تھی۔ اس آدمی نے کہا یہ میرا ہر روز کا رزق ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو اس پتھر میں کب سے عبادت کرتا ہے۔ اس نے کہا چار سو سال سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اللہ میں گمان نہیں کرتا۔ کہ تو نے اس سے بھی افضل کوئی پیدا کیا ہوگا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا جو شخص شب برات کی رات کو میرے پیارے محبوب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت سے دو رکعتیں نماز پڑھے گا۔ وہ اس کی چار سو سال کی عبادت سے بھی افضل ہوں گی۔ اس رات اللہ تعالیٰ دوزخ سے اس قدر گنہگار آزاد کرتا ہے جس قدر بنی کلب کی بکریوں پر بال ہیں۔ یہ وہ رات ہے کہ جنہوں نے اس سال دنیا سے رخصت ہونا ہے ان کے نام بھی اور جنہوں نے پیدا ہونا ہے ان کے نام بھی لکھے جاتے ہیں۔ جن کا نام زندوں کی فہرست سے کاٹا گیا وہ آسمانوں پر مردوں میں مشہور ہوتا ہے۔ اور دنیا میں وہ نکاح کر رہا ہوتا ہے یا اپنے کیواسطے مکان بنا رہا ہوتا ہے۔ اس رات کو بہت عبادت کرنی چاہیئے لیکن افسوس! ہم اسلامی تعلیم اور سنت نبوی سے الگ ہو کر شیطان مردود کی خوشنودی کے واسطے آتش بازی اور بیہودہ رسموں میں لگ جاتے ہیں۔ آتش بازی حرام ہے۔ اس میں اپنا روپیہ مت ضائع کرو۔ اپنے بچوں کو یہ آگ کا سامان مت خرید کر دو۔ اپنے یاروں دوستوں کو بھی اس سے منع کرو۔ آتش بازی سے زیادہ مال کو بے جا خرچ کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ

نے بے جا مال خرچ کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔ آتش بازی سے علاوہ روپیہ پیسہ ضائع ہونے کے جانی نقصان بھی بہت ہوتا ہے۔ چنانچہ شب برات کے دوسرے ہی دن اخبارات میں کئی بچوں کے جلنے اور مکانات کو آگ لگنے کی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ ان اسلامی تہواروں میں اپنے گناہوں سے توبہ کرنی لازم ہے نہ کہ فسق و فجور میں مبتلا ہو کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرنا۔ میں نے شعبان اور شب برات پر ایک پمفلٹ بھی شائع کیا ہے۔ جس میں اس سے زیادہ تفصیل ہے۔ بہتر ہے کہ اس کو زیادہ تعداد میں خرید کر مفت تقسیم کیا جائے۔ صرف اس کا خرچ طباعت و کتابت پورا کرنے کے لئے اس کی قیمت ایک آنہ رکھی ہے۔ باہر سے جو حضرات منگوائیں وہ ایک روپیہ سے کم نہ منگوائیں۔ (غلام رسول گوہر خطیب جامع مسجد کوٹ عثمان خاں قصور)

تضمین بر غزل غالب

(میر یٰسین علی حیدر آبادی انکم ٹیکس آفیسر بیگڑھی پاکستان)

اجڑتا ہوا تخت جم دیکھتے ہیں ؎ ستاروں کی گردش میں غم دیکھتے ہیں
کرامت مگر یہ بھی ہم دیکھتے ہیں جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں
خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں

غلاموں کا ہے کام خدمت گزاری مبارک سلامت تجھے شہریاری
علیؑ پور والے خبر لے ہماری تماشہ کہ اے محو آئینہ داری
تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں

غزلوں کو چسکے ہیں مشکِ ختن کے گلوں کے ہیں پروانے بلبل چمن کے
مگر ہم ہیں پابند اپنے چلن کے دل آشفتگاں خال کنج دہن کے
سویدا میں سیرِ عدم دیکھتے ہیں

چلے جا رہے ہیں بزرگانِ عالم رہیگا جو باقی نہ یاں ایک بھی دم
اسی وقت ہوگی قیامت بھی قائم ترے سرو قیامت کو یک قدِ آدم
قیامت کے فتنے سے کم دیکھتے ہیں

نہ جنت سے مطلب نہ دنیا کے طالب بہت مختصر ہیں ہمارے مطالب
فقیری و میری ہے یک جان و دو قالب بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

بارگاہ مرشد کے آداب

حرف اول ہدایت و ضلالت رب تبارک و تعالیٰ کے اختیار میں ہے جسے چاہے ہدایت فرمائے اور جسے چاہے گمراہی میں بھٹکنے دے۔ نور و نار، خیر و شر اور ہدایت و ضلالت ازل سے ہی ستیزہ کار رہی ہیں جو ہدایت پر ہے۔ وہ گمراہ نہیں ہے اور جو گمراہ ہے وہ ہدایت سے دور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا سرچشمہ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو بنایا اور گمراہی کا لادا ابلیس ملعون جیسے آتش فشاں میں رکھا۔ حضرت رسول اکرم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم، خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔ چونکہ اب کوئی نیا نبی ہرگز ہرگز نہیں آسکتا۔ اس لئے ہدایت کا ذریعہ اولیائے کرام اور مشائخ عظام ہیں۔ یہ مقدس حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارث اور نائب ہیں۔ اب جسے ہدایت فرمانا منظور ایزدی ہوتا ہے اسے انہیں کے واسطہ سے یہ نعمت عطا ہوتی ہے اور اس کے برعکس جس کے لئے گمراہی مقدر ہوتی ہے۔ اسے کوئی پیر کامل اور شیخ عامل نصیب نہیں ہوتا اور کوئی راہنما میسر نہیں آتا۔ آیہ کریمہ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا (پ ۱۵ ع ۱۴) سے یہی مفہوم مستفاد ہے۔

معلوم ہوا کہ کسی شیخ کامل کی غلامی دلیل ہدایت ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہے کہ خدا تعالیٰ کے دوست کسی کو قبول کر لیں چہ جائیکہ محبت اور قربت سے ممتاز فرمائیں۔ هُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقَىٰ جَلِيسُهُمْ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہمنشیں بدبخت نہیں ہوتا۔ (مکتوب ۸۷ دفتر اول)

ادب جب اللہ رب العزت جل شانہ نے اپنے کرم سے کسی پیر کامل کے دامن سے وابستہ فرما دیا تو اب مرید کے لئے بارگاہ پیر و مرشد کے آداب کا علم ضروری ہو گیا۔ کیونکہ ادب کے بغیر عمل بھی موثر نہیں ہوتا، اور آداب کے باعث عمل قلیل پر بھی اجر کثیر عطا فرما دیا جاتا ہے۔ ادب کی اہمیت کسی صاحب فہم پر مخفی نہیں۔ بزرگان دین نے ادب کو حصول فیض کے لئے لازم قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بھی ادب کے بڑے مبلغ ہیں فرماتے ہیں کہ ادب ایسی بے بہا نعمت ہے جس کے باعث فرشتے معصومیت کو پہونچے، ادب کے آسمان منور ہیں۔ اس کے برخلاف ابلیس گستاخی کی وجہ سے مردود ہوا فلاکت و ہلاکت ہے ؎

ہرچہ آید بر تو از ظلمات و غم
آں ز بے باکی و گستاخیست ہم

پھر ایک دلفریب تمثیل کے ذریعے ادب کا پیغام دیتے ہیں فرماتے ہیں کہ بہار فیض سے مستفیض ہونا ہے تو راہ ادب و احترام اختیار کرو۔ بہار میں پتھر سرسبز نہیں ہوتا۔ منکسر المزاج مٹی سے ہی قسم قسم کے پھول اگتے ہیں ؎

از بہاراں کے شود سرسبز سنگ
خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

جیسا کہ عنوان سے عیاں ہے اس فرصت میں اجمالاً پیر و مرشد کی حاضری کے آداب کا بیان مقصود ہے۔ تاکہ مرید دل گران

پر عمل پیرا ہونے سے فوائد دینی و دنیوی حاصل ہوں پس بغیر کسی مزید تعارف کے اب چند آداب ضروری پیش خدمت ہونگے تاہم ایک نہایت اہم نکتہ کی طرف وہ بارہ توجہ مبذول کرانا ضروری معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ شیخ درحقیقت نائب ہے سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام. شیخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف المعارف میں یہی مسلک اختیار کیا ہے. نیز ایک مقولہ ہے. الشیخ فی قومہٖ کالنبی فی اُمتہٖ. یعنی پیر اپنے مریدوں میں اس طرح ہے جیسے صحابہ کرام کے جھرمٹ میں بدر رسالت (رضی اللہ عنہم وصلی اللہ علیہ وسلم) پس بارگاہ شیخ کے آداب کے مطالعہ کے لئے صحابہ کرام کا طریقہ کار ملاحظہ کرنا ضروری ہے. نیز قرآن کریم و احادیث شریفہ اور دیگر کتب اسلامی سے اس مسئلہ پر جو روشنی پڑتی ہے اس سے بھی اکتساب نور لازم. اب ان مآخذ کی رہبری میں اصل موضوع سے بحث کی جاتی ہے.

شیخ پر سبقت اور پہل نہ کرے

عیدالاضحی کے دن بعض اشخاص نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے قربانی کرلی. انہیں حکم ہوا دوبارہ قربانی کریں. آیت کریمہ نازل ہوئی، یاایھا الذین اٰمنوا لاتقدموا بین یدی اللہ ورسولہ (پ ۲۶ سورہ الحجرات) اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو. اس آیت کا شان نزول ایک ہے کہ جناب فخر کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات کی بارگاہ میں جب لوگ فتویٰ پوچھتے یا کوئی استفسار کرتے تو بعض حاضرین حضور علیہ السلام سے پہلے ہی فتویٰ دے دیتے. یہ بات خاطر اقدس پر گراں گزرتی. (عوارف المعارف) پس مرید کو بھی چاہیئے کہ قول سے یا فعل سے کسی طرح بھی شیخ پر پہل نہ کرے. چونکہ پہل کرنا گستاخی ہے. ہاں جب کہ شیخ کی اجازت ہو اور حالات کا تقاضہ ہو تو اور بات ہے. بہر حال خوشنودی شیخ کو جو کہ دراصل رضائے الٰہی ہے ملحوظ رکھے.

چیخنا چلّانا زیادہ بولنا بے ادبی ہے

بارگاہ رسالت میں پست آواز رکھنے کا حکم قرآن کریم میں ہے. فرمایا کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز مبارک سے اپنی آواز اونچی نہ کرو. اور نہ ہی انہیں اس طرح چلّا کر پکارو. جیسے کہ آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو اس حکم کے خلاف ورزی پر یہ وعید سنائی گئی. ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون. کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں. اور تمہیں خبر نہ ہو (پ ۲۶ سورہ الحجرات) نیز اٹھارویں پارے میں فرمایا کہ لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا (رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے) مراد یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام اور جلال و اکرام ملحوظ رکھتے ہوئے معظم القاب سے ندا کریں. پس مرید کو شیخ کی خدمت میں آہستہ بولنا چاہیئے. کثرت کلام اور بلند آواز سے گستاخی نہ کرے. شیخ سے اچھے القاب سے مخاطب ہو. مرید کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ خاموشی اختیار کرے صرف وقت ضرورت اور قدر ضرورت کلام کرے. اس طرح بہت سی آفتوں سے نجات مل جاتی ہے. حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ جو شخص بہت باتیں کرتا ہے. وہ اکثر غلط گو ہوتا ہے.

اور جو شخص زیادہ غلط گو ہوتا ہے وہ زیادہ گناہگار ہوتا ہے۔ اور جو زیادہ گناہگار ہوتا ہے۔ اس کے لئے نار دوزخ زیادہ بہتر ہے (ربنا وقنا عذاب النار) نیز سرکار مدینہ علیہ السلام نے فرمایا من صمت نجیٰ) یعنی جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔ (بحوالہ کشف المحجوب)

کثرت سوالات سے پرہیز کرنا چاہیئے

مرید کو چاہیے کہ جب شیخ کچھ حکم دیں یا کسی عمل کی اجازت بخشیں تو بغیر جرح و قدح ماں لے خود کرید کر کے پابندی نہ لگوائے اور عبارت ذیل سے سبق لے۔ حضرت رسول اکرم علیہ السلام سے لوگ بہت سے بے فائدہ سوال کرتے۔ جب حضور نے حج فرض ہونے کا اعلان فرمایا تو ایک شخص نے پوچھا کیا ہر سال فرض ہے آپ خاموش رہے اس نے پھر پوچھا تب آپ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کر دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا۔ اور تم نہ کر سکتے۔ قرآن کریم نے بھی اس قسم کے سوالات سے منع فرمایا۔ سرکار مدنی علیہ السلام نے ایکبار فرمایا کہ جب میں بات کہنا ترک کر دوں تو تم بھی ترک کرو۔ اور جب میں تم سے بات کروں تو وہ تم مجھ سے حاصل کرو۔ اور یہ کہ پچھلی امتیں اس لئے ہلاک ہوئیں کہ سوالات بہت کرتے تھے۔ اور اپنے انبیاء سے اختلاف کرتے تھے۔ (عوارف المعارف) قرآن مجید میں گائے کے واقعہ سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ کثرت سوال خرابی اور پریشانی کا موجب بنتی ہے۔ بنی اسرائیل نے بہت حجتیں کر کے ایک خاص گائے متعین کرا لی جس کی قیمت کھال بھر سونا دینی پڑی۔ ورنہ جو عام گائے بھی ذبح کر دیتے مقصد حاصل ہو جاتا۔

شیخ کی نسبت بدگمانی باعث محرومی ہے

کوئی علم علم اولیاء اللہ سے بہتر اور کوئی عقل عقل اولیاء سے افضل نہیں ہے شیخ کا کوئی فعل یا حکم بظاہر خلاف مصلحت بھی ہو تب بھی مرید کو چاہیئے کہ یقین رکھے کہ اس کی اپنی عقل کا قصور ہے شیخ کی بات میں فتور نہیں۔ اگر شیخ کی طرف سے کسی قسم کی بدگمانی ہو تو فیض رک جاتا ہے۔ جناب حافظ انور علی صاحب مرحوم نے تمدن صوفی اذم فلاسفی میں بحوالہ رشحات لکھا ہے کہ شیخ سے کراہت نہ چاہیئے کراہت سے نسبت زائل ہو جاتی ہے چونکہ کراہت اور محبت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی فرماتے ہیں کہ مرید کی اپنی صائب رائے کی نسبت پیر کی خطا میں زیادہ فائدے ہیں۔ اگر پیر سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو۔ جس کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے تو حضرت خضر و موسیٰ علیہما السلام کا واقعہ یاد کرے وہ حکایت پیری اور مریدی کے واسطے ہے۔ پھر ایک حکایت بیان کی ہے کہ ایک شخص کی دائیں ہاتھ کی انگلی میں درد تھا تمام حکیم علاج سے عاجز آ گئے آخر جالینوس نے بائیں شانہ پر دوا لگائی تو دوسرے حکیم مذاق اڑانے لگے کہ درد تو دائیں حصہ میں ہے اور دوا بائیں طرف باندھی ہے لیکن آرام ہو گیا۔ حکمت یہ تھی کہ جالینوس نے سمجھ لیا کہ پٹھے میں خلل ہے اور اسے علم تھا کہ اعصاب دماغ اور پشت سے آتے ہیں۔ اور جو اعصاب دائیں طرف سے آتے ہیں وہ بائیں طرف جاتے ہیں اور بائیں طرف والے دائیں طرف (کیمیائے سعادت) اس مثال سے یہی نتیجہ نکلا کہ اگرچہ پیر کے کسی فعل کی حکمت مرید کی عقل ناقص میں نہ آسکے

لیکن وہ فعل یقیناً حکمت و رموز سے پُر ہوتا ہے۔ اب چند متفرق آداب مختصر طور پر ہدیہ ناظرین ہیں۔ ان کی نظائر بھی کتب اسلاف نیز کتاب قدیم میں ملتی ہیں۔

متفرق آداب

• دست بوسی۔ حضرت شیخ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا باعث برکت ہے۔ اس کی نظیر چند احادیث میں ملتی ہے۔ (آداب الصالحین تالیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی)۔

• **پشت نہ کرے۔** شیخ کی طرف پیٹھ نہ کرنا بزرگوں کا معمول رہا ہے۔ (عوارف المعارف)

• شیخ کی بارگاہ میں جہاں تک ہو سکے۔ کسی دوسرے شخص سے بات نہ کرے ہاں اگر اجازت ہو اور شیخ کی ناراضگی کا امکان نہ ہو اور شدید ضرورت ہو تو مضائقہ نہیں بہر حال موقعہ شناس ہو۔

• مجلس شریعت میں اور لوگ بھی حاضر ہوں تو کھل کر بیٹھے ایسا نہ ہو کہ بعد میں آنے والوں کو ملنے میں دقت رہے۔ اس سے شیخ پر گرانی گزرتی ہے۔ (اس مضمون کی اصل قرآن کریم سے ہے)

• آرام میں مخل نہ ہونا۔ شیخ محو استراحت ہوں تو بے آرام نہ کرے۔ قرآن کریم نے سرکار مدینہ علیہ السلام کے آرام میں مخل ہونے والوں کو بے عقل بتایا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز عصر حضور کی نیند پر قربان فرمائی اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سانپ کے زہر کو برداشت کیا مگر حضور کے آرام میں خلل نہ آنے دیا۔ اسی زہر کے عود کر آنے سے آپ کی شہادت واقع ہوئی (حدائق بخشش)

• **اجازت۔** بارگاہ شیخ سے رخصت کے وقت اجازت کا حاصل کرنا باعث فلاح و سعادت ہے۔

حرف آخر

حاصل کلام یہ کہ ادب موجب سرفرازی ہے اور بے ادبی باعث خواری۔ ادب کے باعث فیض سرمدی سے حصہ ملتا ہے۔ اور بے ادبی اور گستاخی کے باعث ہلاکت و تباہی کا شکار بننا پڑتا ہے حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور حضرت لوط علیہ السلام کی زوجہ گستاخی سے کفر تک پہنچیں اور دوزخ کا ایندھن بنیں۔ بی بی آسیہ اکرام موسیٰ علیہ السلام کے باعث جنت مکانی ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ راقم کو اور جمیع قارئین و سامعین کو ادب پر قائم رکھے اور ارباب ادب کے زمرہ میں حشر فرمائے۔ وما توفیقی الا باللہ (الراقم منشا علی جماعتی عفی عنہ)

نوٹ:- چونکہ مطبع تبدیل کرنے کے لئے نیا ڈیکلریشن لینا پڑا۔ اس واسطے رسالہ ہذا کی طباعت میں دیری ہو گئی ہے۔ ناظرین کرام سے التماس ہے کہ ہمیں معذور سمجھ کر معذرت فرمادیں۔

برگزیدگان۔ محبوبانِ خدا تعالیٰ کو واقعات عالم میں تصرفات کرنے کی قدرت اللہ تعالیٰ طرف سے ان کی شان محبوبی کا صدقہ میں عطا ہوتی ہے۔ اور جو کچھ کہدیں اللہ تعالیٰ ان کی التجاؤں کو شرف قبولیت عطا کرکے تمام اکناف عالم میں ان کی قبولیت اور محبوبیت اور تقرب کا شہرہ ملائکہ کی معرفت کرا دیتا ہے۔ اولیا اللہ کے تصرفات کے چند واقعات برائے ملاحظہ ناظرین رسالہ درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ان قلوب پاک میں خدا تعالیٰ الحجوب مقبول اولیا اللہ کے درجات بلند کا علم ہونے سے اور ان کے حالات پڑھنے ان پہ رحمت حق اللہ تعالیٰ کا نزول ہو۔

۱۔ امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں کعبہ شریف کی زیارت کے لئے جا رہا تھا۔ قافلہ سے تنہا رہ گیا۔ راستہ بھول کر ایک صحرا میں چلا گیا۔ چونکہ راستہ بھول گیا تھا۔ اس لئے چاہا اگر کوئی واقف راہ ملے تو اس سے بیت اللہ شریف کی راہ دریافت کروں۔ چنانچہ بحسن اتفاق میں نے ایک سیاہ رنگ کا گوشہ نشین اعرابی دیکھا۔ راستہ کعبۃ اللہ دریافت کرنے کے لئے میں اس کی طرف گیا۔ مجھے دیکھ کر اس نے شور کیا جس پر میں نے خیال کیا۔ کہ یہ بھوکا ہے۔ اور اس کو روٹی کی ضرورت ہے میرے پاس جو روٹی موجود تھی۔ میں اس کو دینے لگا۔ تو اس نے مجھے دیکھ کر کہا۔ کہ اے احمد تو کون ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے گھر کی طرف جا رہا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی روزی رسانی پر یقین رکھتا۔ اے احمد ضرور اب تو راہ بھولا۔ امام صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اعرابی کی یہ کلام سن کر آتش غیرت سے میں پانی پانی ہو گیا۔ اور خدا تعالیٰ سے یہ عرض کی کہ اے الٰہی تیرے بندے ایسے ایسے پوشیدہ ہیں۔ تو اس گوشہ نشین نے کہا کہ اے احمد یہ کیا تعجب ہے۔ بلکہ ایسے ایسے بندے خدا تعالیٰ کے ہیں۔ کہ اگر قسم کھا بیٹھیں کہ تمام کوہ و بیابان زر ہو جائے۔ تو زر ہو جائے۔ حضرت امام صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جس وقت اس اعرابی نے یہ الفاظ کہے۔ تو جس طرف میں نے نگاہ کی تمام کوہ اور بیابان کو زر پایا۔ اور میں یہ تصرف اس کا دیکھ بیخود ہو گیا۔ ہاتف غیب نے یہ آواز دی کہ اے احمد تو کس واسطے حیران ہے۔ یہ بندہ ہم کو ایسا مقبول ہے کہ اگر یہ ہم سے چاہے تو ہم اس کے واسطے آسمان کو زمین پہ ماریں اور زمین کو آسمان پہ۔ سبحان اللہ یہ تصرف اس بزرگ اعرابی سے مطابق حدیث واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ یہ حدیث مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اور شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے قولِ جمیل اور مشکوٰۃ کے ترجمہ میں لکھی ہے۔ ترجمہ حدیث حسب ذیل ہے۔ بعض شخص غبار آلودہ پریشان ہو بیٹھے۔ پرانے کپڑے والا ہوتا ہے۔ جس کو کوئی خیال میں نہیں لاتا۔ اگر وہ اللہ کے بھروسہ پہ قسم کھا بیٹھے۔ تو اللہ اس کی قسم کو سچا کر دیتا ہے۔ اور جو کچھ وہ قسم کھا کر کہے وہی کر بیٹھتا ہے۔ یعنے خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کی ایسی وجاہت اور قبولیت ہے کہ

اعلیٰ حضرت امیر ملت سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ کا چھٹا سالانہ عرس

انجمن خدام الصوفیہ پاکستان سالانہ

۵۴ چودھواں

اِجلاس

بتاریخ ۱۰، ۱۱، ۱۲ مئی ۱۹۵۷ء

بمطابق ۲۸-۲۹ بساکھ سمت ۲۰۱۳ مطابق ۹، ۱۰ شوال ۱۳۷۶ھ بروز جمعہ۔ ہفتہ

بمقام علی پور سیداں شریف

حضرات یہ وہ انجمن ہے جس کو در درج عرفاں مہر برج دیں ؛ شہنشاہ آرائے ملک یقین

فرید زمانہ سعید ازل ؛ کلید در گنج علم و عمل

حبیب خدا وارث انبیاء ؛ جگر گوشہ حیدر مصطفیٰ

سلطان اولیاء والعارفین امام الاتقیاء والکین برہان الاصفیاء والواصلین محبوب العلمین فرزند ختم المرسلین مصدر حسنات و خیرات مخزن فیوضات و برکات اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رفیع الدرجت امیر الملت قیوم العام الحاج حرمین الشریفین عالی جناب مولانا صوفی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی محدث علی پوری نور اللہ مرقدہٗ نے ۱۹۰۳ء میں اپنی سرپرستی میں اپنے مقدس اور متبرک ہاتھوں سے قائم کیا۔ یہ وہ انجمن ہے۔ جس نے اشاعت علم تصوف و اتحاد سلاسل صوفیائے کرام کی خدمت میں اپنا مقصد ٹھہرایا ہے جسکی طرف سے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے رسالہ انوار الصوفیہ جاری ہے۔ جو ماہ بماہ آپ کے ملاحظہ سے گذرتا ہے۔ خدا کے فضل سے امسال اس کا ۵۴ چودھواں سالانہ اجلاس زیر صدارت عالیجناب فضیلت مآب صدر الافاضل سراج الملت حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ حافظ سید محمد حسین شاہ صاحب محدث علی پوری فرزند اکبر اعلیٰ حضرت امیر ملت منعقد ہونیوالا ہے جسمیں ملک کے تقریباً ہر حصہ سے سجادہ نشینان ذوی الاحترام مشائخ کرام و علمائے عظام تشریف فرما کر مجلس کو رونق بخشیں گے۔ اور اپنے انوار باطنی و فیوضیات روحانی و مواعظ حسنہ سے شائقین کے دلوں کو نور ایمان سے منور کریں گے مے عشق و محبت الٰہی عطا فرمادیں گے۔ کیوں نہ ہو! مقبولاں بارگاہ صمدیت و محبوبان درگاہ احدیت کی محفل اور متوالگان عشق الٰہی کی مجلس ہے۔ رازداران اسرار ربانی و کاشفان رموز یزدانی کی محفل پاک ہے۔ مجلس کیا ہے۔ خلوت گاہ راز تجلی گاہ عرفان ہے۔ یاران طریقت کو بالخصوص اور عام اہل اسلام کو لازم ہے کہ وہ ضرور اس مبارک مجلس میں شامل ہو کر سعادت دارین حاصل کریں۔ ضرور آیئے تشریف لایئے۔ اور قدم رنجہ فرمایئے۔ کیونکہ ؎

اتفاق بلبل و گل بارہا خواہد شدن ؛ بعد ازیں ما و شما و سیر بستاں یا نصیب

المشتہر۔۔ خادم غلامان سرکار علی پوری محمد کرم الٰہی بی اے ایڈوکیٹ جنرل سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ پاکستان